فون نمبر ۴۹
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴
اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
روزنامہ
الفضل ربوہ
یوم منگل
ایڈیٹر روشن دین تنویر
The Daily
ALFAZL
RABWAH
قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے
جلد ۲۵/۶۰ | ۲۵ محرم ۱۳۹۱ھ، ۲۳ امان ۱۳۵۰ ہش، ۲۳ مارچ ۱۹۷۱ء | نمبر ۶۷

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق اطلاع

"کل رات ہلکے چکّروں کی تکلیف ہو گئی تھی مگر جلد طبیعت بہتر ہو گئی"

(محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب)

ربوہ ۲۲ ر امان۔ کل دن میں حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی۔ اس سے قبل رات ہلکے چکّروں کی تکلیف ہو گئی تھی مگر بفضلہٖ تعالیٰ طبیعت جلد بہتر ہو گئی۔ احباب جماعت حضور ایدہ اللہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے بہت سوز اور درد و الحاح سے دعائیں جاری رکھیں۔

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۲ ر امان۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کو کچھ عرصہ قبل گرنے کیوجہ سے کمر میں چوٹ آئی تھی۔ اُس وقت سے طبیعت ناساز چلی آرہی ہے۔ گزشتہ رات شدید سردرد کا دورہ ہُوا۔ آج صبح بھی سردرد کی بہت تکلیف ہے۔ احباب جماعت درد و الحاح سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ مدظلہا کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور آپ کو صحت و عافیت کے ساتھ دراز سے دراز تر عمر عطا کرے آمین۔

مکرم مبشر احمد صاحب کراچی سے بذریعہ تار مطلع کرتے ہیں کہ ان کے والد محترم ڈاکٹر احمد دین صاحب شدید بیمار ہیں۔ احباب جماعت صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

اعلان تعطیل

۲۳ مارچ ۱۹۷۱ء کو یوم پاکستان کے موقع پر دفتر الفضل میں تعطیل ہو گی اس لئے ۲۴ مارچ کا پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ قارئین کرام اور ایجنٹ صاحبان مطلع رہیں۔ مینیجر الفضل ربوہ

"اِس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا"

(حضرت مسیح موعودؑ)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مخلصین جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:۔

"عزیزو! یہ دین کے لئے اور اس کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہ آئے گا۔" (کشتی نوح ص۱۸)

احباب جماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کا مالی سال ۳۰ ر شہادت (۳۰ اپریل) کو ختم ہو رہا ہے۔ اس سے قبل چندہ عام حصہ آمد اور چندہ جلسہ سالانہ کا بجٹ سو فیصد پورا ہو جانا چاہیئے تاکہ سلسلہ کے کام نہ رکنے پائیں۔ لازمی چندہ جات تین ہیں۔

(۱) چندہ عام

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ ذیل ارشاد کے مطابق یہ چندہ ہر احمدی کے لئے لازمی ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"یہ اشتہار کوئی معمولی تحریر نہیں، بلکہ ان لوگوں کے ساتھ جو مرید کہلاتے ہیں، یہ آخری فیصلہ کرتا ہوں۔ مجھے خدا نے بتایا ہے کہ میرا اُن ہی سے پیوند ہے یعنی وہی خدا کے دفتر میں مرید ہیں جو اعانت و نصرت میں مشغول ہیں۔ مگر بہتیرے ایسے ہیں جو خدا تعالےٰ کو دھوکا دینا چاہتے ہیں سو ہر شخص کو چاہیئے اس نئے انتظام کے بعد نئے سرے سے عہد کر کے اپنی خاص تحریر سے اطلاع دے کہ وہ ایک فرضِ حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے ...... اور اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا تو سلسلۂ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جائے گا۔ اور مشتہر کر دیا جائے گا۔ اگر کسی نے ماہواری چندہ کا عہد کر کے تین ماہ تک چندہ بھیجنے سے لاپرواہی کی اس کا نام بھی کاٹ دیا جائے گا۔" (اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم ص ۴۹-۵۰)

اور سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے چندہ عام کی شرح ایک آنہ فی روپیہ اور اجناس کی صورت میں اڑھائی سیر فی من مقرر کی ہے (ملاحظہ ہو قاعدہ ۱۱، ب) اس کے مطابق وصولی ہونی چاہیئے۔

(۲) حصہ آمد

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

"اس وقت میرے نزدیک کم سے کم تحریک یہ ہونی چاہیئے کہ جماعت کا ہر فرد وصیّت کر دے" (الوصیت ص۵)

ہر موصی آمد کے لئے ضروری ہے کہ اپنی ماہوار آمد کا کم از کم ۱/۱۰ اور سالانہ آمد کا ۱/۱۰ حصہ ادا کرے۔ اس میں کسی قسم کا تساہل نہ ہونے دیا جائے۔ جائداد کے موصی اصحاب جب تک حصہ جائداد ادا نہ ہو جائے چندہ وصیّت بشرح چندہ عام ادا کریں گے۔ موصی اصحاب فوری توجہ فرما کر ممنون فرمائیں۔

(۳) چندہ جلسہ سالانہ

چندہ جلسہ سالانہ کی اہمیت واضح فرماتے ہوئے سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ ارشاد فرماتے ہیں۔

"چندہ جلسہ سالانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے ہی شروع ہے۔ بعض دوستوں نے غلطی سے یہ سمجھا ہے کہ یہ چندہ عام کا ہی ایک حصہ ہے جسے الگ کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ مجھے ایک مثال بھی ایسی یاد نہیں جو چندہ جلسہ سالانہ کے لئے الگ تحریک نہ کی گئی ہو۔ ...... پس جہاں میں سب کمیٹی کی یہ تجویز منظور کرتا ہوں کہ آئندہ چندہ جلسہ سالانہ لازمی ہوگا۔ وہاں بجائے

(باقی صفحہ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دُعائے خاص کیلئے درخواست

سرزمین فلسطین میں اسرائیل کی جو حکومت قائم ہے۔ اس میں اس وقت اندازاً تین لاکھ سے زائد مسلمان بستے ہیں جن میں سے ۹۵ فیصد سُنّی اور شیعہ ہیں باقی پانچ فیصدی مسلم آبادی میں احمدی اور دیگر فرقے موجود ہیں۔ دنیائے اسلام بالخصوص مشرق اوسط کے حالات نہایت نازک ہیں احباب سے عاجزانہ التجاء ہے کہ سب مسلمانوں کے لئے عموماً اور فلسطینی مسلمانوں کے لئے خصوصاً دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالےٰ ان سب کا حافظ و ناصر ہو آمین یا رب العالمین

(مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا)

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۳ امان ۱۳۵۵ ہش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عذاب الیم اور اس کا علاج

گذشتہ اداریہ میں ہم نے ہفت روزہ الاعتصام کا ایک نوٹ نقل کیا ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ موجودہ وقت کے اہل ایمان عذاب الیم میں مبتلا ہیں ہم نے کہا تھا کہ سورۃ صف میں عذاب الیم میں مبتلا ہونے والے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے عذاب الیم سے نجات حاصل کرنے کا علاج ——— نہایت وضاحت سے بیان فرمایا ہے

آج ہم سورۃ صف کی متعلقہ آیات ذیل میں درج کرتے ہیں :۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ
مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ
تُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ
ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ يَغْفِرْ لَكُمْ
ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ
ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ۭ
نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

ترجمہ:۔ اے مومنو! کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت کی خبر دوں

جو تم کو دردناک عذاب سے بچائے گی (وہ تجارت یہ ہے) کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کے راستہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ اگر تم جانو تو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے (تمہارے ایسا کرنے پر) وہ تمہارے گناہوں کو معاف کرے گا۔ اور تم کو ان جنتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور ہمیشہ رہنے والی جنتوں کے پاک مکانوں میں (تم کو رکھے گا) یہ بڑی کامیابی ہے (جو وہ تم کو دے گا) اس کے علاوہ ایک اور چیز بھی ہے جس کو تم بہت چاہتے ہو۔ وہ اللہ (تعالیٰ) کی تائید ہے۔ اور ایک جلدی حاصل ہونے والی فتح ہے اور مومنوں کو بشارت دے (کہ ان کو ایک اور جلد حاصل ہونے والی فتح بھی ملے گی۔)

ان آیات میں نہایت وضاحت سے اس زمانے کے مسلمانوں کو خطاب کرکے بتایا گیا ہے کہ جس عذاب الیم میں آج تم مبتلا ہو اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے تم کو کیا کرنا چاہیئے

یاد رہے کہ یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے یاایھا الذین آمنوا کے الفاظ سے آغاز فرمایا ہے اور پھر یہ بھی واضح ہے کہ یہ ایسے اہل ایمان کو خطاب کیا گیا ہے جو عذاب الیم میں مبتلا ہو چکے ہیں یا کم سے کم ان کے سروں پر عذاب الیم منڈلا رہا ہے۔

ظاہر ہے کہ ان قرائن سے آج کے مسلمان ہی مخاطب ہیں

ان آیات میں جو نسخہ بیان کیا گیا ہے اس میں جزو اعظم

تؤمنون باللہ ورسولہ

یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول پر بھی ایمان لاؤ اب یہ خطاب اہل ایمان کو ہو رہا ہے اس سے ثابت ہے کہ یہ اہل ایمان صرف نام کے ہی اہل ایمان رہ گئے ہوئے ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر حقیقی ایمان نہیں ہے۔ وہ اپنی فلاح کے لئے ایمان باللہ اور ایمان بالرسالت کو چھوڑ کر اپنی عقلی تدابیر کے ذریعہ علاج کرنا چاہتے ہیں مگر وہی بات ہے کہ

مریض عشق پر رحمت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

دوسرا جزو اس نسخہ میں عمل سے تعلق رکھتا ہے وہ یہ ہے

تجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم
ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون

یعنی ایمان باللہ اور ایمان بالرسالت کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ تم اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ ذیل الفاظ سے حقیقی ایمان کی حقیقت معلوم ہو سکتی ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"خدا تعالیٰ پر ایمان دو قسم کا ہے ایک وہ ایمان ہے جو صرف زبان تک محدود ہے اور اس کا اثر افعال اور اعمال پر کچھ نہیں۔ دوسری قسم ایمان باللہ کی یہ ہے کہ عملی شہادتیں اس کے ساتھ ہوں۔ پس جب تک یہ دوسری قسم کا ایمان پیدا نہ ہو میں نہیں کہہ سکتا کہ ایک آدمی خدا کو مانتا ہے۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ کو مانتا بھی ہو اور پھر گناہ بھی کرتا ہو۔ دنیا کا بہت بڑا حصہ پہلی قسم کے ماننے والوں کا ہے میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ اقرار کرتے ہیں کہ ہم خدا کو مانتے ہیں مگر یہ دیکھتا ہوں کہ اس اقرار کے ساتھ ہی وہ دنیا کی نجاستوں میں مبتلا اور گناہ کی کدورتوں سے آلودہ ہیں۔ پھر وہ کیا بات ہے کہ وہ خاصہ جو ایمان باللہ کا ہے اس کو حاضر ناظر مان کر پیدا نہیں ہوتا؟ دیکھو۔ انسان ادنیٰ درجہ کے چوہڑے چمار کو حاضر ناظر دیکھ کر اس کی چیز نہیں اٹھاتا۔ پھر اس خدا کی مخالفت اور اس کے احکام کی خلاف ورزی میں دلیری اور جرأت کیوں کرتا ہے جس کی بات کہتا ہے مجھے اس کا اقرار ہے میں اس بات کو مانتا ہوں کہ دنیا کے اکثر لوگ ہیں جو اپنی زبان سے اقرار کرتے ہیں کہ ہم خدا کو مانتے ہیں کوئی پرمیشر کہتا ہے کوئی گاڈ کہتا ہے کوئی اور نام دیتا ہے۔ مگر جب عملی پہلو سے ان کے اس ایمان اور اقرار کا امتحان لیا جاوے اور دیکھا جاوے تو کہنا پڑے گا کہ وہ بڑا دعویٰ ہے جس کے ساتھ عملی ثبوت کوئی نہیں۔

انسان کی فطرت میں یہ امر واقعہ ہے کہ جس چیز پر یقین لاتا ہے اس کے نقصان سے بچنے اور اس کے منافع کو لینا چاہتا ہے۔ دیکھو سنکھیا ایک زہر ہے اور انسان جبکہ اس بات کا علم رکھتا ہے کہ اس کی ایک رتی بھی ہلاک کرنے کو کافی ہے تو کبھی وہ اس کو کھانے کے لئے دلیری نہیں کرتا۔ اسلئے کہ وہ جانتا ہے اس کا کھانا ہلاک ہونا ہے۔ پھر کیوں وہ خدا تعالیٰ کو مان کر ان نتائج کو پیدا نہیں کرتا جو ایمان اللہ کے ہیں۔ اگر سنکھیا کے برابر بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو تو اسکے جذبات اور جوشوں پر موت وارد ہو جاوے۔ کہ نہیں یہ کہنا پڑے گا کہ نرا قول ہی قول ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نظامِ خلافت کی اہمیّت اور اسکی برکات

(تقریر مکرم مولوی غلام باری صاحب سیفؔ برموقع جلسہ سالانہ ۱۹۶۷ء)

حضرت عثمانؓ نے کہا تھا تم مجھے شہید کرنے لگے ہو۔ یاد رکھو کہ اس کے بعد پھر کبھی ایک ہاتھ پر جمع نہیں ہو سکو گے اور وہ اونٹنی جو دودھ دیتی تھی۔ پھر وہ خون دے گی۔ پس خلافت قوت کا باعث ہے۔ خلافت طاقت کا باعث ہے۔ خلافت تمہارے رُعب کا باعث ہے۔ خلافت تمہاری قدرت کا باعث ہے۔ خلافت تمہیں مضبوط کرنے والی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے دنیا یہی سمجھتی تھی قرآن پڑھتے ہیں۔ اور بڑا روتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کو بھی یہ خدشہ تھا۔ کہ یہ تو بات بھی پوری طرح واضح نہیں کر سکتے۔ جب خلیفہ ہوئے۔ تو قبائل مرتد ہو گئے۔ انہوں نے کہا۔ نمازیں تو پڑھیں گے مگر زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ حضور نے ایک لشکر تیار کر رکھا تھا جو ان کی سرکوبی کے لئے جانے والا تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا لشکر باہر نہ بھجوائیے۔ خطرہ ہے کہ مدینہ پہ حملہ نہ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا۔ ابن ابی قحافہ کی یہ مجال نہیں ہو سکتی۔ کہ جس لشکر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا۔ میں اس کو روک دوں۔ اگر دشمن حملہ کریں۔ اور مدینہ کی گلیوں تک بھی آ جائیں تو میں اس لشکر کو نہیں روک سکتا۔ خدا نے کس طرح ان کو قوّت دے دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الوصیت میں یہی مثال دے کر بتایا ہے کہ

"خدا کس طرح قوت دیتا ہے

ہماری جماعت میں حضرت مولانا نورالدینؓ خلیفہ ہوئے۔ اس وقت بعض لوگ یہ سمجھتے تھے۔ اب تو قرآن کا درس ہی ہوگا۔ قرآن ہی پڑھا کریں گے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ ہاں۔ لوگو مجھے یہ بات پہنچی ہے اور تم دعا کرو میں قرآن ہی پڑھا کروں۔ قرآن ہی پڑھا کروں قرآن ہی پڑھا کروں۔ اور تب دنیا نے دیکھا کہ اس بوڑھے نے جن کی ہڈیاں کھوکھلی ہو چکی تھیں۔ جب جماعت کی قیادت ان کے ہاتھ میں آئی تو کس طرح وہ خالد بن ولید کی طرح نوجوان ہو گئے اور جب وہ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو لوگوں نے کہا ۲۵ سالہ نوجوان کو خلیفہ بنا دیا ہے۔ ہم یہاں سے جاتے ہیں۔ اب دیکھیں گے کہ جماعت کس طرح ترقی کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ یہاں عیسائیوں کے جھنڈے لہرائیں گے۔ وہ ۲۵ سالہ نوجوان جب ۱۹ سال کا تھا تو اس نے اپنے بزرگ باپ کی لاش پہ کھڑے ہو کر ایک عہد کیا تھا۔ میں وہ عہد حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی زبان میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ وہ عہد یہ تھا کہ

ع میں کروں گا عمر بھر تکمیل تیرے کام کی
میں تیری تبلیغ پھیلاؤں گا بروئے زمین

اور دنیا شاہد ہے کہ کس طرح انہوں نے اس عہد کو نبھایا۔ ع

صرف کر ڈالیں خدا کی راہ میں سب طاقتیں
جان کی بازی لگا دی قول سے ہارا نہیں

اللہ تعالیٰ نے دوسری علامت اس آیت میں یہ بیان فرمائی ہے ولیبدلنّھم من بعد خوفھم امنا کہ اگر ان خلفاء کے وقت میں کبھی فتنے کھڑے ہوئے ہم انہیں امن میں بدل کر رکھ دیں گے۔ آندھیاں آئیں گی جھکڑ چلیں گے طوفان اٹھیں گے لیکن وہ رحمت کے بادل بن کر تم پہ برسیں گے۔ عدوّ شرّے برانگیزد کہ خیرِ ما در آں باشد۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں پہلے سے ہی یہ بتا دیا تھا۔ کہ خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہوں گے اور کئی آفتیں زمین پر اتریں گی کچھ ان میں سے میری زندگی میں ظہور میں آ جائیں گی کچھ میرے بعد ظہور میں آئیں گی۔ اور وہ میرے اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا کچھ میرے ہاتھ سے کچھ میرے بعد۔ چنانچہ تم نے دیکھا کہ کئی فتنے اٹھے مگر سب ناکام ہوئے اور احمدیت کا قافلہ رواں دواں رہا۔

خلافت کی ایک برکت شیرازہ بندی اور تنظیم ہے۔ تاریخ گواہ ہے۔ جب تک مسلمانوں میں خلافت رہی ان کی شیرازہ بندی قائم رہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ہوتے ہی پہلا خطبہ جو دیا اس میں فرمایا

قد استخلف اللہ علیکم
خلیفۃ لیجمع بہ الفتکم
ولیقیم بہ حلبکم
(دائرۃ المعارف)

کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں خلافت اس لئے قائم فرمائی تاکہ تمہاری شیرازہ بندی قائم فرما دے اور تمہاری پشت کو مضبوط اور سیدھا کرے۔

"تاریخ اسلام کا یہ واقعہ ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ خلافت کے قیام کی وجہ سے مسلمانوں کا دنیا میں ایک وقار تھا وہ ایک ہاتھ پہ جمع تھے۔

خلافت تالیف کا باعث ہے۔ تالیف قلوب کو خدا کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ قرار دیا ہے اور خلافت کو نبوت کی نیابت میں یہ شرف عطا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ تسبیح کے دانوں کو اکٹھا کر دیتا ہے۔

ایک اور برکت خلافت کی یہ ہے کہ خلافت صحیح راہ پہ امّت کو گامزن رکھتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ فرماتے ہیں۔

انما مثل الامۃ کمثل
جمل انف اتبع قائدہ
فلینظر قائدہ این
یعودہ انا نا ورب الکعبہ
لاحملنکم علی الطریق

کہ امت کی مثال اس اونٹ کی ہے جس کے ناک میں نکیل ہو۔ اور وہ اپنے قائد کے پیچھے پیچھے چل رہا ہو۔ پس اس کے قائد کو نظر رکھنی چاہیئے کہ وہ اس کو کس طرف لے جاتا ہے۔ لیکن میں۔ ربّ کعبہ کی قسم تمہیں صحیح راستہ میں ڈالے رکھوں گا۔

ملک کے ایک مشہور ادیب مولانا نیاز فتح پوری مرحوم نے جب ہماری جماعت کے نظام کا اور خلافت کی برکات کا مطالعہ کیا تو وہ یہ لکھنے پر مجبور ہو گئے کہ:۔

"اس وقت تمام ان جماعتوں میں جو اسلام سے اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں صرف یہی ایک جماعت ہے جو بانی اسلام کی تعیین کی ہوئی شاہراہ پر پوری استقامت کے ساتھ گامزن ہے۔ اور گو اس کا احساس تنہا مجھ کو نہیں بلکہ احمدی جماعت کے مخالفین کو بھی ہے لیکن فرق یہ ہے کہ مجھے اس کے اظہار میں باک نہیں اور ان کی عزت نفس یا احساس کمتری انہیں اعتراف سے باز رکھتی ہے اس وقت صرف یہی ایک جماعت ہے جس نے اس نکتہ کو عہدِ ایمان محض اقرار باللسان نہیں۔ بلکہ اقرار بالعمل ہے اور اپنی مضبوط تنظیم و استقامت کردار سے زندگی کی راہیں بدل دیں۔ ذہنی اقدار بدل دیئے زاویۂ فکر و نظر بدل دیا اور مسلمانوں کو پھر اک راہ پر لگا دیا جو بانیٔ اسلام نے متعین کی تھی"۔

(نگار نومبر ۱۹۵۹ء)

اور آخر میں ان دعائیہ الفاظ کے ساتھ جو میرے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے کہے تھے اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔

حضورؓ فرماتے ہیں۔

"پس اے مومنوں کی جماعت اور عمل صالح کرنے والو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ خلافت خدا تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے اس کی قدر کرو جب تک تم لوگوں کی اکثریت ایمان اور عمل صالح پر قائم رہے گی خدا اس نعمت کو نازل کرتا چلا جائے گا تم ہر وقت ان دعاؤں میں مشغول رہو کہ خدا قدرتِ ثانیہ کے مظاہر تم میں ہمیشہ کھڑا کرتا رہے تاکہ اس کا دین مضبوط بنیادوں پر قائم ہو جائے اور شیطان اس میں رخنہ اندازی کرنے سے ہمیشہ کے لئے مایوس ہو جائے۔ پس ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں لگے رہو"۔

ماہ بماہ لازمی چندہ جات کی ادائیگی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ ناظر بیت المال آمد۔ ربوہ

محترم جناب چوہدری بشیر احمد صاحب مرحوم آف راولپنڈی کا ذکرِ خیر

(محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نیکی اور حسن سلوک انسان کا اصل سرمایہ ہے جو اس جہاں سے انتقال کے بعد بھی کام آتا ہے عرب شاعر کہتا ہے

انما المرء حدیث بعدہ
فکن حدیثا حسنا لمن وعی

کہ انسان کے مرنے کے بعد اس کا تذکرہ باقی رہ جاتا ہے انسان کو چاہیئے کہ یاد رکھنے والوں کے لئے اچھا تذکرہ ثابت ہو۔ لوگ اس کا ذکر خیر کرتے رہیں۔

انسان کی ذاتی خوبیوں اور اچھے صفات کے علاوہ بعض دفعہ موت یعنی اس جہان سے اگلے جہان میں جانے کی کیفیت بھی ایسی ہوتی ہے۔ کہ مومنوں کے دلوں میں مرنے والے کے لئے خاص جذبات پیدا ہو جاتے ہیں اور ان کی دلوں کی گہرائیوں سے جانے والے کے لئے دعائیں نکلتی ہیں۔

محترم چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ ماڈرن سوٹرز اور ان کی مرحومہ اہلیہ محترمہ کی ذاتی خوبیاں بھی یاد رہنے والی ہیں یہ گھرانا مخلص اور تقویٰ شعار گھرانا تھا احمدیت اور اسلام کی محبت ان کا قیمتی سرمایہ تھا۔ دین کے لئے ایثار و قربانی ان کا شعار تھا۔ دین کے خدام سے انہیں قلبی لگاؤ رہتا تھا۔ چوہدری صاحب موصوف کوئی ایسا موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے جس میں انہیں دین اور دین کے خادموں کی خدمت کرکے دعائیں لینے کا موقعہ ملتا ہو بسا اوقات وہ جب کراچی یا راولپنڈی میں ملتے اور مجھے وہاں ٹھہرنے کا موقعہ ہوتا تو ان کا ضرور اصرار ہوتا تھا کہ میرا قیام ان کے گھر پر ہی ضرور ہو مجھے بعض دفعہ اہل و عیال سمیت مری یا مظفر آباد جانے کا موقعہ ہوا۔ انہوں نے اس کو اپنا فرض سمجھا کہ مقدور بھر میرے لئے سہولت پیدا کریں۔ ان کا گھر آتے جاتے ہمارا قیام گاہ بنا۔ اور ان کی موٹر کار ہماری منزل تک پہنچانے کا ذریعہ بنی۔ بظاہر ان کے حالات کے لحاظ سے یہ کوئی خاص بات نہ تھی وہ بالعموم سلسلہ کے خادموں سے اسی طرح سے پیش آتے تھے مگر جس خلوص اور بے نفسی کے ساتھ انہوں ایسی خدمات سرانجام دیں وہ ناقابل فراموش یاد ہے

میرا ان سے زیادہ گہرا تعارف کراچی میں ہوا جب انہوں نے مصری اتاشی جناب ڈاکٹر الحبشی کے واقعہ کا ذکر کیا ہوا یوں کہ چند سال پیشتر لاہور میں لجنۃ ارتقاء اللغۃ العربیۃ کا ایک اجلاس جناب جسٹس رحمٰن کی صدارت میں منعقد ہوا تھا اس کا اہتمام جناب ڈاکٹر داؤد پوتا مرحوم نے فرمایا تھا۔ اس اجلاس میں جناب الدکتور الحبشی مہمان خصوصی تھے اس اجلاس میں شمولیت کے لئے خاکسار بھی ربوہ سے لاہور گیا تھا۔ موضوع گفتگو عربی زبان کی ترویج تھا۔ بڑے بڑے علماء بھی شامل تھے سٹیج پر بیٹھنے والوں میں مولوی غلام محمد صاحب ترنم بھی تھے، متعدد اہل علم نے مجھ سے پہلے تقریریں کیں۔ اگرچہ وہ سب تقریریں انگریزی یا اردو میں ہوئیں مضمون سب کا یہ تھا کہ ہمیں پاکستان میں عربی زبان کو رائج کرنا چاہیئے میں نے اس موضوع پر عربی زبان میں تقریر کی۔ اس وقت سٹیج پر بیٹھنے والے علماء کی طرف سے بھی بار بار مرحبا، جزاک اللہ کے الفاظ بلند ہوتے رہے۔ جلسہ کے اختتام پر سب تپاک سے مصافحہ کرتے اور مبارکباد دیتے اور بعض تو یہ بھی کہتے کہ آپ نے عربی میں تقریر کرکے پاکستان والوں کی لاج رکھ لی ہے ورنہ آج تو مصری اور دوسرے عربوں کے علاوہ کسی پاکستانی عالم نے عربی میں تقریر نہ کی۔ وہ سب مجھ سے پوچھتے کہ آپ کا نام کیا ہے اور آپ کی رہائش کہاں ہے۔ جب میں اپنا نام بتاتا اور ربوہ کا ذکر کرتا تو مولوی صاحبان ذرا خاموش سے ہو جاتے اس موقعہ پر الدکتور الحبشی نے میری تقریر کی انتہائی تعریف کی۔ جو بہت زیادہ تھی کہنے لگے کہ میں نے ایسی فصیح اور صحیح عربی تقریر نہیں سنی ایک فقرہ انہوں نے یہ بھی کہا

اَرَدْتُ اَنْ اُؤَاخِذَ عَلَیْکَ بِغَلْطَۃٍ وَاحِدَۃٍ وَلٰکِنِّیْ فَشِلْتُ فَشَلًا تَامًّا کہ میں نے چاہا کہ میں آپ کی کوئی ایک غلطی پکڑ سکوں مگر میں اس میں بالکل ناکام رہا ہوں یہ الدکتور الحبشی بہت بڑے عالم اور علم نواز تھے وہ محترم چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ مرحوم کی علم دوستی کے باعث ان کے قدردان تھے۔ انہوں نے کراچی میں جاکر محترم چوہدری صاحب مرحوم سے خاص طور پر اس تقریر کا ذکر کیا۔ بلکہ ان دنوں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کراچی تشریف لیگئے تو چوہدری صاحب مرحوم کے ذریعہ الدکتور الحبشی نے حضور کی خدمت میں بھی اس تقریر کی بڑے زوردار الفاظ میں تعریف کی۔ چنانچہ حضور جب ربوہ تشریف لائے تو مسجد میں مجھے فرمایا کہ تم نے ڈاکٹر الحبشی پر کیا اثر کر دیا ہے وہ تو تمہاری تقریر کی بے حد تعریف کرتے تھے۔

بات کہاں سے کہاں چلی گئی۔ اصل ذکر تو یہ تھا کہ محترم چوہدری بشیر احمد صاحب مرحوم بہت علم نواز تھے۔ ان کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔ عربی زبان سے بھی انہیں بہت انس تھا۔ ان کے ہاں عربی لٹریچر کا ایک بڑا ذخیرہ تھا وہ مہمان نواز تھے اور ان کا گھر اہل علم کے لئے ایک مرکز کی حیثیت رکھتا تھا۔ ڈاکٹر حبشی صاحب کے واقعہ کے بعد وہ مجھ سے بہت زیادہ لگاؤ رکھتے تھے بلکہ میرے بچوں عزیز عطاء الکریم شاہد اور عزیز عطاء المجیب راشد کے واقف زندگی ہونے کی وجہ سے ان کی بہت قدر کرتے تھے۔ میری اہلیہ صاحبہ نے بتایا ہے کہ ہم جب مظفر آباد جاتے ہوئے راولپنڈی میں ان کے مکان پر ٹھہرے تھے تو ان کی اہلیہ صاحبہ مرحومہ نے جس محبت اور تپاک سے مہمان نوازی کی تھی وہ کبھی بھلائی نہیں جا سکتی جزاھا اللہ خیراً۔

جناب چوہدری بشیر احمد صاحب مرحوم فطری طور پر مبلغ تھے یہ علیحدہ بات ہے کہ حالات نے ان کو قانون دان اور تاجر بنا دیا تھا وہ ہر حال میں تبلیغ کا موقعہ پیدا کر لیتے تھے بڑے بڑے لوگوں اور بعض غیر ملکی تاجروں سے ان کا کاروبار ہوتا تھا وہ ہر جگہ اسلام و احمدیت کے ذکر کی صورت بنا لیتے اور نہایت موثر انداز میں تبلیغ کرتے تھے۔

چوہدری صاحب مرحوم اپنے رشتہ داروں کے حقوق کا خاص لحاظ رکھتے تھے نظام سلسلہ کی عزت و عظمت کے لئے وہ بڑی سے بڑی قربانی کے لئے تیار رہتے تھے۔ ان کی وفات اچانک کار کے حادثہ میں چنیوٹ سے ورے ہوئی تھی اور اسی حادثہ میں ان کی اہلیہ محترمہ بھی ان کے ساتھ وفات پا گئیں ان کا یہ سفر بھی خالصاً لوجہ اللہ تھا وہ دونوں اپنے عزیز رشتہ دار اور سلسلہ کے ایک مخلص ڈاکٹر چوہدری منور احمد صاحب مرحوم کی تدفین کے لئے جنازہ کے ہمراہ آرہے تھے۔ ڈاکٹر چوہدری منور احمد صاحب حج کے موقعہ پر حجاز میں کار کے حادثہ میں وفات پا گئے تھے۔ کسے معلوم تھا کہ یہ دونوں میاں بیوی دفن کرنے نہیں بلکہ خود بھی بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کے لئے جا رہے ہیں۔ حادثہ کے ذریعہ سے جونہی ان کی وفات کی اطلاع ربوہ میں پہنچی دل افسردہ ہو گئے اور چوہدری صاحب مرحوم کی خوبیوں اور نیکیوں کا تذکرہ زبانوں پر جاری ہو گیا۔ دوسرے دن جنازہ کے بعد نہایت درد مند دلوں کے ساتھ میاں بیوی کو ساتھ ساتھ قبروں میں بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان مرحومین کو اپنے خاص فضلوں سے نوازے اور ان کی نیتوں سے بڑھکر انہیں اپنی رحمتوں کا وارث بنائے۔ ان کی ساری اولاد اور جملہ متعلقین پر رحمتیں نازل فرماتا رہے۔ آمین یا رب العلمین

درخواست دعا

میری پوتی عزیزہ امۃ الواسع سلمہا اللہ بنت عزیز مکرم مولوی عطاء الکریم صاحب شاہد بی۔ اے مربی سلسلہ کیمبل پور نے قرآن مجید ناظرہ ختم کر لیا ہے الحمد للہ

احباب سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو اور اسکے چھوٹے بھائیوں کو بھی قرآنی انوار سے منور کرے۔ آمین

اس خوشی کے موقعہ پر عاجز ایک خطبہ نمبر کسی مستحق کے نام جاری کرتا ہے (خاکسار ابوالعطاء جالندھری)

سنہری موقعہ

تمام ایجنٹ حضرات سے گذارش ہے کہ آپکے نمائندے مجلس مشاورت پر ربوہ تشریف لا رہے ہیں آپ ان کے ذریعہ سے ہماری مطبوعات منگوائیں۔

درثمین اردو۔ کلام محمود۔ دعائیہ سیٹ مجلد احمدی جنتری ۱۹۷۱ء۔ علم طب مسیح موعودؑ۔ نماز مترجم

یاسین بکڈپو گول بازار ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی ایک اہم تحریک

اسلامی تعلیم کے منافی رسوم کے خلاف اعلانِ جہاد

مرتبہ۔ شیخ خورشید احمد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عہدہ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد جماعت احمدیہ کی دینی۔ اخلاقی اور روحانی تربیت اور ترقی کے لئے جو تحریکات فرمائی ہیں ان میں سے ایک اہم تحریک خود حضور ہی کے مبارک الفاظ میں یہ ہے کہ

"جماعت بد رسوم اور بری عادتوں کو چھوڑ دے اور بے تکلف زندگی گذارنے کی عادی ہو جائے۔"

حقیقت یہ ہے کہ جو قومیں تعیش اور دنیوی رسوم و رواج میں مبتلا ہو جاتی ہیں وہ کبھی اپنی ترقی کی رفتار کو قائم اور برقرار نہیں رکھ سکتیں بلکہ آہستہ آہستہ تنزل کے گڑھے میں گرتی چلی جاتی ہیں۔ روحانی اور مذہبی جماعتوں کے لئے تو بالخصوص یہ بہت ہی ضروری ہوتا ہے کہ وہ سادہ زندگی بسر کریں اور رسوم و رواج سے اجتناب اختیار کریں کیونکہ اس کے بغیر نہ مذہب کی حقیقی روح قائم رہ سکتی ہے اور نہ روحانی میدان میں ترقی ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے سادہ زندگی پر اور رسوم و رواج سے اجتناب پر خاص زور دیا ہے۔ قرآن کریم نے مومنوں کے لئے بہترین اسوہ حسنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مطہر زندگی سادگی اور رسوم و رواج سے اجتناب کا بہترین اور کامل ترین نمونہ تھی۔ اس نمونہ کو جب تک مسلمانوں نے اختیار کئے رکھا۔ فتح و نصرت اور اور ترقی و اقبال ان کے قدم چومتے رہے مگر جب حکومتیں ان کے ہاتھ میں آئیں۔ دنیوی اموال کی ریل پیل ہو گئی تو وہ اس اسوۂ حسنہ کو بھول گئے وہ رسم و رواج سے پر تکلف اور تعیش کی زندگی بسر کرنے لگے نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت جاتی رہی اور وہ تیزی کے ساتھ تنزل اور ذلت و ادبار کے گڑھے میں گرنے لگے۔

یہ مثال ہمارے لئے مقام عبرت ہے آج جبکہ اللہ تعالیٰ نے احمدیت کے ذریعہ پھر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے سامان پیدا کئے ہیں ہمارے لئے بالخصوص یہ بہت ہی ضروری ہے کہ ہم اپنی تاریخ سے سبق سیکھیں اور ان امور سے بچیں جو پہلوں کے لئے تباہی کا موجب بنے۔ ان حالات میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ تحریک ہمارے لئے ایک حرفِ انتباہ کی حیثیت رکھتی ہے جس کے بعد ہر احمدی مرد، عورت، بچے اور بوڑھے اور جوان کا یہ فرض ہے کہ وہ حضور کی اس تحریک کو اپنے لئے حرزِ جان بنائے۔ نہ صرف خود اسی پر عمل کرے بلکہ اپنے اپنے دائرہ اثر میں دیگر احمدیوں کو بھی اس پر عمل کرنے کی تلقین کرے۔ اس میں شک نہیں کہ اس تحریک پر عمل کرنا اپنے اندر ایک امتحان اور آزمائش کا رنگ رکھتا ہے کیونکہ دنیا داری کو اور برادری اور لوگوں کی واہ واہ کو قربان کرنا پڑتا ہے اور بسا اوقات دنیا کی طرف سے مذمت کا نشانہ بھی بننا پڑتا ہے لیکن اگر ہم اپنے دعویٰ ایمان میں سچے ہیں تو پھر بہرحال ان آزمائشوں میں سے گذرنا ہی پڑیگا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ تحریک کرتے ہوئے خود فرمایا تھا کہ

"پہلا امتحان اور آزمائش وہ احکام الٰہی یا تعلیم الٰہی ہے جو ایک نبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے لے کر آتا ہے اور جس تعلیم کے نتیجہ میں مومنوں کو کئی قسم کے مجاہدات کرنے پڑتے ہیں۔ بعض دفعہ اپنے مالوں کو قربان کرنے سے اور بعض دفعہ اپنی عزتیں اور وجاہتیں اللہ تعالےٰ کے لئے نچھاور کرنے سے۔"

(خطبہ جمعہ ۸ر اپریل ۱۹۶۶ء)

حضور نے اس تحریک کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

"حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت میں اور خصوصاً جماعت کی مستورات میں ایک مہم جاری کی تھی اور اس نے بڑی کامیابی حاصل کی تھی۔ اور وہ مہم یہ تھی کہ جماعت بد رسوم اور بری عادتوں کو چھوڑ دے اور بے تکلف زندگی اور اسلامی زندگی گذارنے کی عادی ہو جائے۔ ایک وقت جماعت پر ایسا آیا کہ حضورؓ اپنی کوششوں میں کامیاب ہوئے اور جماعت بد رسموں سے اور بد رسموں کے بد نتائج سے محفوظ ہو گئی لیکن اب پھر جماعت کا ایک حصہ اس طرف سے غفلت برت رہا ہے خصوصاً وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے دنیوی مال یا دنیوی وجاہتیں عطا کی ہیں۔ وہ بجائے اس کے کہ اپنے ربّ کے شکرگزار بندے بن کر اپنی زندگیوں کے دن گزارتے، لوگوں کی خوشنودی کے حصول کی خاطر اور اس عزت کے لئے جو حقیقت میں ذلت ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس دنیا کی عزت اور بد رسوم کی طرف ایک حد تک مائل ہو رہے ہیں۔ یہ بد رسوم شادی بیاہ کے موقع پر بھی کی جاتی ہیں اور موت فوت کے موقعہ پر بھی ہوتی ہیں ہمیں کلیتہً ان کو چھوڑنا پڑیگا۔"

(تقریر ۲۲ر اکتوبر ۱۹۶۶ء)

پھر ۲۳ر جون ۱۹۶۷ء کے خطبہ جمعہ میں آپ نے بڑے واضح الفاظ میں جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"میں ہر گھر کے دروازہ پر کھڑے ہو کر اور ہر گھرانہ کو مخاطب کر کے بد رسوم کے خلاف اعلانِ جہاد کرتا ہوں اور جو احمدی گھرانہ بھی آج کے بعد ان چیزوں سے پرہیز نہیں کرے گا اور ہماری اصلاحی کوششوں کے باوجود اصلاح کی طرف متوجہ نہیں ہو گا وہ یہ یاد رکھے کہ خدا اور اس کے رسولؐ اور اس کی جماعت کو اس کی کچھ پرواہ نہیں ہے۔ وہ اس طرح جماعت سے نکال کر باہر پھینک دیا جائے گا جس طرح سے دودھ سے مکھی۔ پس قبل اس کے کہ خدا کا عذاب کسی قہری رنگ میں آپ پر وارد ہو یا اس کا قہر جماعتی نظام کی تعزیر کے رنگ میں آپ پر وارد ہو اپنی اصلاح کی فکر کرو اور خدا سے ڈرو اور اس دن کے عذاب سے بچو کہ جس دن کا ایک لحظہ کا عذاب بھی ساری عمر کی لذتوں کے مقابلہ میں ایسا ہی ہے کہ اگر یہ لذتیں اور عمریں قربان کر دی جائیں اور انسان اس سے بچ سکے تب بھی وہ سودا مہنگا سودا نہیں سستا سودا ہے۔"

(خطبہ جمعہ ۲۳ر جون ۱۹۶۷ء)

درخواستِ دعا

(۱) عزیزم چوہدری صفی اللہ خان صاحب ایم ایس سی جو کہ آج کل اوساکا یونیورسٹی جاپان میں ریسرچ کا کام کر رہے ہیں۔ مورخہ ۲ر اپریل ۱۹۷۱ء کو جاپان کیمیکل سوسائٹی کی سالانہ کانفرنس میں جو کہ ٹوکیو میں منعقد ہو رہی ہے کیمسٹری کے مضمون پر اپنا ایک مقالہ پیش کر رہے ہیں احباب جماعت اور بزرگان سلسلہ سے عزیز کی اعلیٰ اور نمایاں کامیابی کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

عطاء اللہ خان
۵/۱۴ محلہ دار الرحمت وسطی ربوہ

(۲) "میرے والد صاحب بذریعہ کار لاہور سے جہلم جا رہے تھے کہ وزیر آباد کے قریب کار درخت سے ٹکرا گئی۔ جس کے نتیجہ میں والد صاحب کی دائیں ٹانگ کی ہڈی دو جگہ سے ٹوٹ گئی ہے والدہ صاحبہ کی بھی دائیں ٹانگ کی ہڈی اور سینہ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ چھوٹے بھائی تنویر احمد کے سر میں شدید چوٹ آئی ہے۔ اور ایک بہن اور بھائی کو بھی شدید ضربات پہنچی ہیں میو ہسپتال کے البرٹ وکٹر ہسپتال کمرہ نمبر ۲۳ میں داخل ہیں۔ احباب جماعت سے التجا ہے کہ ان سب کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

ملک منیر احمد
فضل عمر ہسپتال ربوہ ضلع جھنگ

تلاش گمشدہ

میرا لڑکا جنید احمد عرف منا عمر ۱۲½ سال قد تقریباً ۴ فٹ رنگ گندمی گلے میں سلیٹی رنگ کا چیک بشرٹ اور گرم سرخ رنگ کا کوٹ سلیٹی رنگ کی ٹسر کی پتلون۔ سر میں پون انچ لمبا چوٹ کا مندمل نشان، سر سے ننگا پاؤں میں باٹا کے ربڑ کے مکینش ہیں ۱۹ر فروری سے گم ہے اگر یہ بچہ کسی دوست کو مل جائے تو وہ مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دیکر عند اللہ ماجور ہوں۔ اور اگر یہ اعلان عزیز جنید احمد کی نظر سے گذرے تو گھر آ جائے اسے کچھ نہیں کہا جائے گا۔

سید بشیر احمد جیلانی کین انسپکٹر
شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤ الدین ضلع گجرات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمانوں کی ایک اہم ذمہ داری

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

مسلمانوں کی ایک اہم ترین ذمہ داری یہ ہے جسے قرآن کریم نے "امر بالمعروف" و "نہی عن المنکر" سے تعبیر کیا۔ امر کے معنی حکم کرنے کے اور نہی کے منع کرنے کے ہیں۔ معروف کا ترجمہ عموماً نیکی اور منکر کا بدی کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ دونوں مصطلحات جو اعجازات قرآنی میں سے ہیں۔ اس سے بہت زیادہ وسیع مفہوم کی حامل ہیں۔ جو ان سے عام طور پر لیا جاتا ہے۔ چنانچہ معروف ایسے قول یا فعل کو کہتے ہیں جسے فطرت یا عقل انسانی اچھا سمجھتی ہے (المفردات راغب، بذیل مادہ) مثلاً سچ بولنا، حسین و شیریں بات کہنا۔ معاشرہ کی اصلاح کرنا، سچی گواہی دینا، عدل و انصاف کرنا، ماں باپ اور بزرگوں کا ادب و لحاظ کرنا، لوگوں سے حسن سلوک کرنا، اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان و مال کی قربانی کرنا، پورا تولنا، پورا ماپنا، لطف کرم وجود و سخا کرنا الغرض ہر حسنِ عمل قرآن حکیم کی رُو سے معروف ہے۔

منکر چونکہ معروف کی ضد ہے اس لئے اس کے معنے ہیں ہر وہ قول یا فعل جسے عقل یا فطرت انسانی بُرا سمجھتی ہے اور اس سے نفرت کرتی ہے۔ مثلاً جھوٹ بولنا، جوا کھیلنا، چغلی کھانا، غیبت کرنا، بد دیانتی اور ظلم و ستم کرنا۔ اشیائے خوردنی میں ملاوٹ کرنا، چوری، رہزنی، ناچاقی (سمگلنگ) کرنا، تکبر کرنا، افواہیں اڑانا، بخل کرنا، لوگوں کو ناحق ستانا وغیرہ، علاوہ ازیں یہ آیت قرآنی اسلام کے اس اہم اصول کی ترجمانی کرتی ہے کہ صداقت اضافی شے نہیں مطلق ہے، یہ زمانی و مکانی نہیں عالمگیر ہے۔

بہر حال اسلام مسلمانوں پر اس بات کی ذمہ داری ڈالتا ہے کہ وہ لوگوں کو معروف یعنی نیکی کا حکم دیتے رہا کریں اور منکر یا برائی سے منع کرتے رہا کریں اسی میں ان کی بھلائی ہے، ورنہ بصورت دیگر معاشرہ برائیوں کی آماجگاہ بن کر ناقابل اصلاح ہو جائے گا۔ نتیجۃً ہلاکت و بربادی اور نامرادی و حرماں نصیبی اس کی قسمت کا لکھا بن جائے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورہ آل عمران میں ارشاد فرماتے ہیں۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۳ - ۱۰۴)

اور دیکھو! ضروری ہے کہ تم میں ایک جماعت ایسی ہو جو بھلائی کی باتوں کی طرف دعوت دینے والی ہو۔ وہ نیکی کا حکم دے اور بُرائی سے روکے اور بلاشبہ ایسے ہی لوگ ہیں جو کامیابی حاصل کرنے والے ہیں"۔

یہ ہے قوم کی ایسی ذمہ داری ہے، جس سے عہدہ برآ ہونے میں ہی اس کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔ اگر ایسی جماعت نہ ہوگی تو معاشرہ میں مفاسد پھیل جائیں گے۔ جن کے مضر اثرات سے نیک اور صالح لوگ بھی نہیں بچ سکیں گے۔ یہ ذمہ داری معاشرہ کی ہے جس میں حکومت بھی شامل ہے لیکن افسوس کہ اصل کو ہم تقریباً فراموش کر چکے ہیں۔ حالانکہ دوسری قوموں خصوصاً عیسائیوں نے تبلیغ کا ایک وسیع نظام قائم کر رکھا ہے۔ قرآن حکیم کا ارشاد تو یہ ہے کہ "یہ کام مسلمانوں کا ہے۔ کیونکہ مسلمان تمام اقوام عالم سے بہتر امت ہے۔ "مسلمانو! تم تمام امتوں میں بہتر امت ہو جو لوگوں کی اصلاح و ارشاد کے لئے ظہور میں آئی ہے۔ تم نیکی کا حکم دینے والے، برائی سے روکنے والے اور اللہ تعالیٰ پر سچا ایمان رکھنے والے ہو۔" (آل عمران ۳ : ۱۱۰)

اس آیت کریمہ میں ملت اسلامیہ کو دوسری اقوام سے اس لئے بہتر کہا گیا ہے کہ اس کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ وہ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے والی ہے۔ اگر یہ امتیازی خصوصیت ہم میں نہ رہے اور یقیناً اس وقت نہیں ہے تو ظاہر ہے ہم اپنے آپ کو بہتر امت کہلانے کے مستحق نہیں ہیں۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ اس آیت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ایمان سے بھی پہلے ذکر فرمایا حالانکہ ایمان سب چیزوں کی اصل ہے اور بغیر ایمان کے کوئی خیر بھی معتبر نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ایمان میں تو اور امم سابقہ بھی شریک تھیں۔ یہ خصوصیت جس کی وجہ سے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متبعین سے امت محمدیہ کو تفوق ہے وہ یہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ جو اس امت کا طغرہ امتیاز ہے"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد ارشادات سے ثابت ہے کہ آپؐ نے اس قسم کی تبلیغ کو ہر مسلمان پر واجب قرار دیا ہے۔ اس سلسلے میں چند ایک احادیث کے ترجمے پیش کئے جاتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جو شخص کسی ناجائز کام کو ہوتے ہوئے دیکھے اور اگر اس میں اسے ہاتھ یا طاقت سے روکنے کی قدرت ہو تو اسے روک دے اگر اتنی قوت نہ ہو تو زبان ہی سے روکے۔ اگر یہ بھی نہ کر سکے تو دل ہی سے اسے بُرا سمجھے اور یہ بہت ہی کمزور ایمان ہے۔ (مسلم و ترمذی) ایک طرف اس حدیث پاک سے ثابت ہے کہ بدی کو قوت و زبان سے روکنے کی ذمہ داری ہر شخص پر عائد ہوتی ہے دوسری طرف مشاہدہ بتاتا ہے کہ ہمارے معاشرے میں بہت کم لوگوں کو۔ اپنی اس ذمہ داری کا احساس ہے اور جہاں تک اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کا تعلق ہے۔۔ معاشرہ اس سے قطعاً بے نیاز ہے۔ اور ہر فرد یوں سوچتا ہے کہ برائی کو روکنے کی ذمہ داری اس کی نہیں دوسروں کی ہے۔ یہی چیز برائیوں کو پھیلنے کا موقع دیتی ہے۔ صحابہ کرام نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ کیا ہم لوگ ایسی حالت میں بھی تباہ و برباد ہو سکتے ہیں جبکہ ہم میں صالح اور متقی لوگ موجود ہوں۔؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"ہاں جب خباثت غالب آجائے"!

ابوداؤد اور الترمذی کی ایک حدیث ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بنی اسرائیل میں تنزّل کا آغاز اس طرح ہوا کہ ایک شخص کسی دوسرے سے ملتا اور کسی ناجائز بات کو کرتے ہوئے دیکھتا تو اس کو منع کرتا کہ دیکھو اللہ سے ڈرو، ایسا نہ کرو، لیکن اس کے نہ ماننے پر بھی وہ اپنے تعلقات کی وجہ سے کھانے پینے اور اٹھنے بیٹھنے میں ویسا ہی برتاؤ کرتا جیسا کہ اس سے پہلے تھا۔ جب عام طور پر ایسا ہونے لگا تو نیکوں کے قلب بھی بدوں کے دلوں کی طرح ہو گئے .... اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تاکید سے یہ حکم فرمایا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو۔ ظالم کو ظلم سے روکتے رہو اور اس کو حق بات کی طرف کھینچ کر لاتے رہو۔

دوسری حدیث میں یہ الفاظ آئے ہیں۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ جوش میں اٹھ کر بیٹھ گئے اور قسم کھا کر فرمایا کہ تم نجات نہیں پاؤ گے۔ جب تک کہ ظالم کو ظلم سے نہ روک دو۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ معاشرے کی مثال بحری جہاز کی ہے اگر کچھ لوگ سمندر سے پانی حاصل کرنے کے لئے جہاز میں سوراخ کرنے لگیں تو دوسرے مسافروں کو ایسا کرنے سے فوراً روک دینا چاہیئے اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو ان کے ساتھ وہ بھی سمندر میں غرق ہو جائیں گے۔ یہ کتنی بصیرت افروز مثال ہے ہمیں اس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے:۔

پائلز کیور PILES CURE
بواسیر سے درد جلن کھجلی اخراج خون قبض کو دور کرنے کیلئے پائلز کیور (چار کیپسولز کا مکمل کورس) ایک فوری موثر اور مستقل علاج ہے جسے ملک گیر شہرت حاصل ہے اور میڈیکل مارکیٹ نے اسے بڑی تیزی سے قبول کیا ہے بے شمار مریض صحت یاب ہو چکے ہیں مغربی پاکستان کے ہر بڑے شہروں میں اچھے میڈیکل سٹورز پر دستیاب ہیں قیمت دس روپے فی کورس تفصیلی پمفلٹ مفت
پیش کردہ کیور ایٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ۳۰ کمرشل بلڈنگ دی مال لاہور
تقسیم کنندگان: ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی گولبازار ربوہ

لیڈر بقیہ صفحہ ۲

ایمان کو یقین کا رنگ نہیں دیا گیا ہے یہ اپنے نفس کو دھوکا دینا ہے اور دھوکا کھانا ہے جو کہتا ہے کہ میں خدا کو مانتا ہوں پس پہلا فرض انسان کا یہ ہے کہ وہ اپنے اس ایمان کو درست کرے جو وہ اللہ پر رکھتا ہے۔ یعنی اس کو اپنے اعمال سے ثابت کر دکھائے کہ کوئی فعل ایسا اس سے سرزد نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کی شان اور اس کے احکام کے خلاف ہو"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱۳۲، ۱۳۳)

اس سے ظاہر ہے کہ جب تک ایسا حقیقی ایمان باللہ و ایمان بالرسالت پیدا نہ ہو انسان عملی نتائج یعنی مال و جان سے جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں کر سکتا ہے اور وہ خیر حاصل نہیں کر سکتا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

یعنی تمہارے لئے یہی خیر ہے اگر تم جانو۔

مشاورت کے موقعہ پر قاعدہ یسرنا القرآن مکتبہ یسرنا القرآن کے سٹال واقعہ احاطہ ایوان محمود سے خرید فرمائیں
منیجر مکتبہ یسرنا القرآن ربوہ

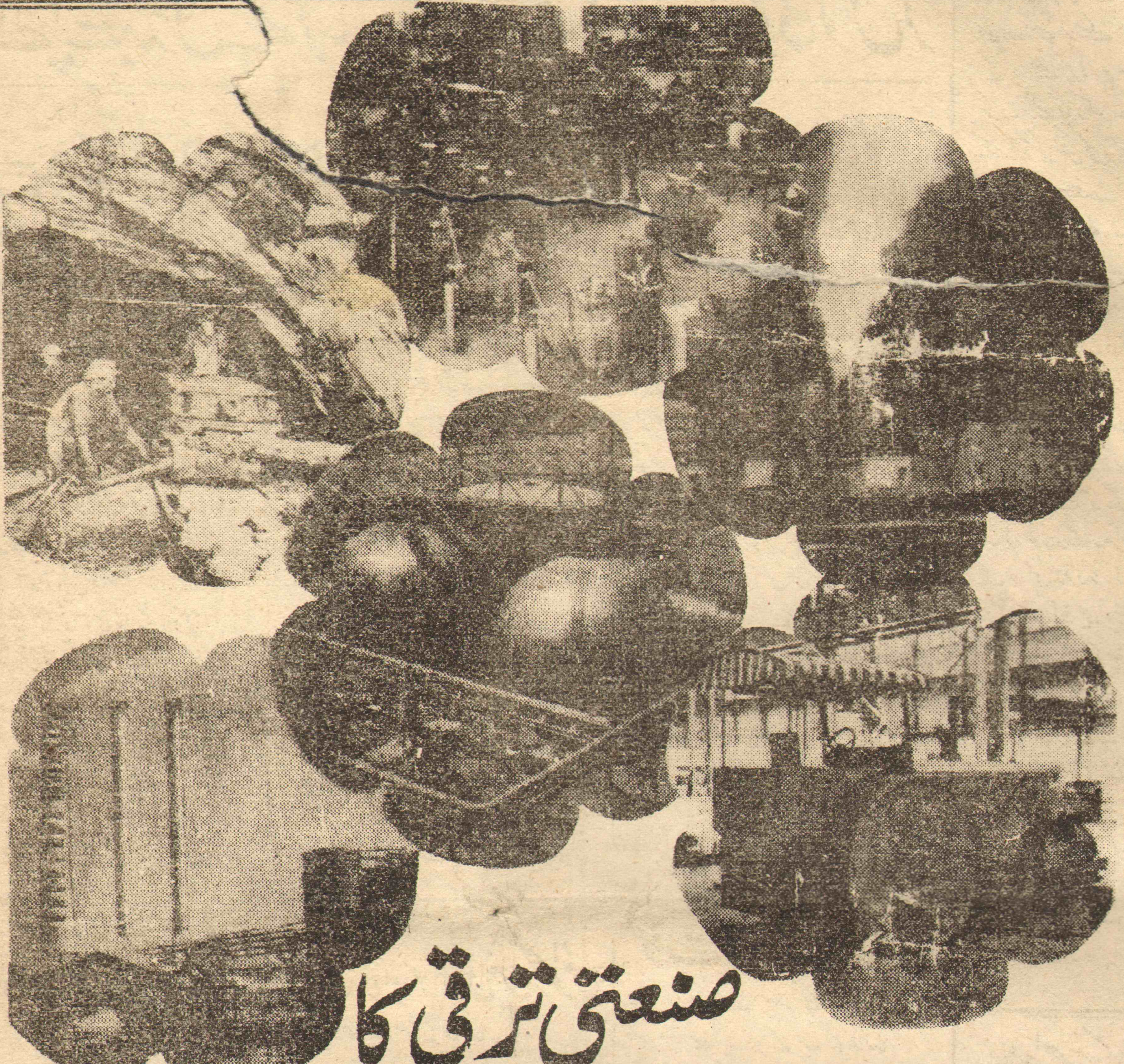

صنعتی ترقی کا عزمِ نو

قیام پاکستان کے بعد مغربی پاکستان صنعتی ترقیاتی کارپوریشن نے ایک محرک کا کردار ادا کرتے ہوئے مغربی پاکستان کے چاروں صوبوں میں بنیادی صنعتیں قائم کیں اور وہ ابتک ۵۸ صنعتی، کیمیاوی، گیس اور معدنی منصوبے ۱۱۷،۹۱ کروڑ روپے کے خرچ سے مکمل کر چکی ہے۔ اس کے علاوہ بھاری صنعتوں کے میدان میں ہیوی میکنیکل کمپلیکس ٹیکسلا اور پاکستان مشین ٹول فیکٹری کراچی نے بھی جزوی طور پر پیداوار شروع کر دی ہے۔ مغربی پاکستان صنعتی ترقیاتی کارپوریشن ۷۱-۱۹۷۰ء کے دوران مغربی پاکستان کے چاروں صوبوں میں مندرجہ ذیل ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کر رہی ہے۔

بلوچستان: ڈگاری کوئٹے کی کانوں کی ترقی، چلغازی کے خام لوہے کے ترقیاتی منصوبے، بلوچستان کی معدنی ترقی، سمندری نمک کے کام کا امکانی جائزہ،

شمال مغربی سرحدی صوبہ: فارسٹ انڈسٹریز کمپلیکس، سوات چینی مٹی کا ترقیاتی منصوبہ (ایلوٹریشن پلانٹ اور سرامک کمپلیکس)، معدنی ترقی کا امکانی جائزہ۔

پنجاب: ہیوی میکینکل کمپلیکس، سنٹرل فونڈری اور فورج، ہیوی الیکٹریکل کمپلیکس، پنجاب کے معدنی ترقی کا منصوبہ (امکانی جائزہ) نمک کی کانوں کا ترقیاتی منصوبہ۔

سندھ: پاکستان مشین ٹول فیکٹری، ویسٹ پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف مینجمنٹ کا ترقیاتی منصوبہ، ہیوی الیکٹرانک کا امکانی جائزہ۔

یوم پاکستان کے اس مبارک موقع پر ہم از سرِ نو عہد کرتے ہیں کہ مغربی پاکستان کی صنعتی ترقی کی رفتار کو تیز سے تیز تر کرتے رہیں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مغربی پاکستان صنعتی ترقیاتی کارپوریشن

INF/KRY-301
PRESTIGE WPIDC 7/3/71

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا تعالیٰ اپنے بندوں سے کہتا ہے "تم میرا قرب حاصل کرنے کی پوری کوشش کرو"

"جب تمہاری محبت اپنے کمال کو پہنچ جائے گی تو میں بھی تمہیں اپنا قرب دے دوں گا"

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ البقرہ کی آیت فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"ذکر کے معنے یاد کرنے کے ہوتے ہیں لیکن ہر یاد ایک ہی قسم کی نہیں ہوتی بلکہ الگ الگ رنگ اپنے اندر رکھتی ہے جس کے اندر طاقت نہیں ہوتی اس کی یاد صرف تمنا اور خواہش اور التجا کا حکم رکھتی ہے جیسے ایک شخص کا رشتہ دار دُور گیا ہوا ہو اور وہ اس کو یاد کرے تو چونکہ اس میں طاقت نہیں ہوتی کہ اُس کو بلا سکے خواہ بسبب احتیاج کے خواہ بسبب مصالح کے اس لئے یہ یاد صرف التجا اور خواہش ہی ہوگی۔ یا ایک بچہ جو پنگھوڑے میں پڑا ہوا اپنی ماں کو یاد کرتا اور روتا ہے تو اس کی یاد بھی صرف اس تمنا اور خواہش تک ہی محدود ہوتی ہے کہ اس کی ماں اُس کے پاس آئے اور اسے اپنی گود میں اٹھالے لیکن ایک یاد ایسے شخص کی ہوتی ہے جس میں کچھ طاقت تو ہوتی ہے لیکن پوری طاقت نہیں ہوتی ایسا شخص اپنے مقصد کے لئے کچھ کوشش بھی کرتا ہے جیسے بچہ جب بڑا ہو جاتا ہے اور چلنے پھرنے کے قابل ہو جاتا ہے اور اس وقت اپنی ماں کو یاد کرتا ہے تو وہ اپنی ماں سے ملنے کی صرف خواہش ہی نہیں کرتا بلکہ عملی طور پر اس کے لئے کوشش بھی کرتا ہے۔ پھر ایک یاد وہ ہے جو بادشاہ کے دل میں پیدا ہوتی ہے اور وہ اپنی رعایا کے کسی فرد کو یاد کرتا ہے۔ ایسی صورت میں اس کی یاد التجا نہیں ہوتی بلکہ ایک زبردست طاقت ہوتی ہے جس کے ذریعہ وہ دوسرے کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور اس کی یاد عملاً پوری ہو جاتی ہے غرض جب ایک ادنیٰ آدمی بڑے کو یاد کرے تو اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ بڑا اُسے اپنے پاس بلالے اور یہ التجا ہوتی ہے لیکن جب بڑا آدمی ادنیٰ کو یاد کرتے تو اس کے معنے اس کو بلانے کے ہوتے ہیں کیونکہ اس کے اندر ایک طاقت ہوتی ہے اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ (حٰم آیت ۳۲) یعنی جنت میں جو کچھ تمہارا جی چاہے گا تم کو ملے گا اور جو کچھ تم مانگو گے وہ تم کو عطا کیا جائے گا۔ یہ خواہش بھی ایک طاقت اور قوت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ ادھر خواہش پیدا ہوگی اور ادھر اللہ تعالیٰ اُس خواہش کو پورا کرنے کا سامان پیدا فرمادے گا دنیا میں اگر کسی کو کہا جائے کہ بادشاہ سلامت تمہیں یاد کرتے ہیں تو کیا مجال ہے کہ وہ فوراً اپنا کام نہ چھوڑ دے اور بادشاہ کی ملاقات کے لئے نہ چل پڑے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر میں نہ گیا تو میری خیر نہیں۔ پس اس یاد میں ایک زبردست کشش اور طاقت ہوتی ہے اور جسے یاد کیا جاتا ہے ۔۔۔ وہ اس کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے پس اگر بادشاہ کی یاد عام یاد کے علاوہ معنے رکھتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی یاد کے بھی اور معنے ہو سکتے ہیں۔ پس فَاذْكُرُونِي کے یہ معنے ہیں کہ تم میرے ملنے کی خواہش کرو۔ مجھے یاد رکھو اور میرے قرب کے حصول کے لئے کوشش کرو۔ اور جب تم ایسا کرو گے تو أَذْكُرْكُمْ میں بھی تمہیں یاد کروں گا جس کے یہ معنے ہیں کہ تم میری طرف کھچے چلے آؤ گے میرے قرب کے دروازے تمہارے لئے کھل جائیں گے دنیا میں جب ایک معمولی بادشاہ بھی اس طرح یاد نہیں کرتا کہ وہ دوسرے کا نام لینا شروع کر دے تو خدا تعالیٰ کی یاد کے یہ معنے کس طرح ہو سکتے ہیں کہ وہ اس کے نام کا وظیفہ پڑھنے لگ جائے پس أَذْكُرْكُمْ کے یہ معنے ہیں کہ تم ہمارے حضور کھچے چلے آؤ گے۔ اور ہمارے مقربین میں شامل ہو جاؤ گے یہ مراد نہیں کہ ہم تمہارا نام لینے لگ جائیں گے عربی زبان میں بھی کہتے ہیں أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ يَذْكُرُكَ یعنی امیر المومنین آپ کو یاد فرماتے ہیں پرانے زمانہ میں جب کسی کو پیغام دینا ہوتا تھا تو یہی الفاظ کہتے تھے اور اس سے یہ مراد نہیں ہوتی تھی کہ وہ اپنی جگہ بیٹھا رہے بلکہ مطلب یہ ہوتا تھا کہ تم فوراً ان کے حضور پہنچ جاؤ پس فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ کے یہ معنے ہیں کہ تم میرا قرب حاصل کرنے کی پوری کوشش کرو جب تمہاری محبت اپنے کمال کو پہنچ جائے گی تو اس کے نتیجہ میں میں بھی تمہیں اپنا قرب دے دوں گا"

(تفسیر سورۃ البقرہ ص ۳۸۲)

جامعہ احمدیہ کے سالانہ تقریری مقابلے

جامعہ احمدیہ کے سالانہ تقریری مقابلہ جات بتاریخ ۲۳-۲۴-۲۵ امان (مارچ) بروز منگل بدھ اور جمعرات بالترتیب اردو انگریزی اور عربی میں منعقد ہو رہے ہیں یہ مقابلہ جات روزانہ ساڑھے چار بجے شام شروع ہوا کریں گے احباب سے التماس ہے کہ ان میں شمولیت فرما کر طلبائے جامعہ کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔

(منیر احمد چیمہ نائب الرئیس الجمعیۃ العلمیۃ جامعہ احمدیہ۔ ربوہ)

وقت کو غنیمت سمجھو

بقیہ صفحہ ۱ سے

۱۵ فیصدی کے میں ۱۰ فی صدی مقرر کرتا ہوں ... مگر ۱۰ فی صدی چندہ کا یہ مطلب نہیں کہ جو پندرہ فیصدی دے سکتا ہے وہ بھی نہ دے جو شخص پندرہ فی صدی چندہ دیتا ہے اس کا اجر خدا تعالیٰ کے پاس ہے ... لیکن وہ لوگ جو ۱۰ فی صدی چندہ نہیں دیتے انہیں ہم مجبور کریں گے کہ وہ ۱۰ فی صدی چندہ ضرور دیں۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء)

یہ تینوں چندے لازمی چندہ جات ہیں اس لئے ان کی ادائیگی اور وصولی کی طرف فوری توجہ فرمائی جائے۔ تاکہ مالی سال گزرنے سے پہلے ہر جماعت کا بجٹ پورا ہو جائے۔ اس وقت وصولی میں خاصی کمی ہے۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

(ناظر بیت المال آمد۔ ربوہ)

جماعت کے مخیر دوست تاریخ احمدیت کے سیٹ لائبریریوں میں رکھوائیں

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواہش

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تاریخ احمدیت جلد چہارم کی طباعت پر تحریر فرمایا تھا کہ جماعت کا ہر فرد تاریخ احمدیت کو خود بھی پڑھے اور دوسروں کو بھی پڑھائے۔ اسی طرح حضور نے فرمایا تھا کہ میں تو یہ بھی تحریک کروں گا کہ جماعت کے وہ مخیر اور مخلص دوست جو سلسلہ کے کاموں میں ہمیشہ ہی نمایاں حصہ لیتے رہے ہیں۔ تاریخ احمدیت کے مکمل سیٹ اپنی طرف سے پاکستان اور ہندوستان کی تمام مشہور لائبریریوں میں رکھوا دیں۔ تا اس صدقہ جاریہ کا ثواب انہیں قیامت تک ملتا رہے۔ اور وہ اور ان کی نسلیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وارث ہوتی رہیں۔

تاریخ احمدیت کے سیٹ لائبریریوں میں رکھوانا اس وقت کی بہت اہم ضرورت ہے اور مختلف لائبریریوں کی طرف سے بھی وقتاً فوقتاً ایسے خطوط ملتے رہتے ہیں جن میں وہ کتب بھجوانے کا تقاضا کرتے ہیں۔

میں ان تمام احباب سے جن کو اللہ تعالیٰ نے اتنی مالی وسعت دی ہے کہ وہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواہش کو پورا کرتے ہوئے تاریخ احمدیت کے سیٹ لائبریریوں میں رکھوا سکیں ان سے پرزور درخواست کروں گا کہ وہ ہمیں یک صد روپیہ بھجوا دیں ہم ان کی طرف سے کسی لائبریری میں تاریخ کا سیٹ بھجوا دیں گے۔ اور اگر وہ خود کسی خاص لائبریری میں رکھوانا چاہیں تو اس کا نام لکھ دیں۔ اس لائبریری میں ان کی طرف سے ایک سیٹ رکھوا دیا جائے گا۔

ابو المنیر نور الحق

مینیجنگ ڈائریکٹر ادارۃ المصنفین۔ ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

تفسیر صغیر۔ تفسیر سورۃ فاتحہ اور تفسیر سورۃ البقرہ کا ہر احمدی کے پاس ہونا ضروری ہے (ادارۃ المصنفین ربوہ)